الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفئی الی امر اللہ فان فاء ت فاصلحوا بینھما بالعدل واقسطو ان اللہ یحب المقسطین○ انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم واتقو اللہ لعلکم ترحمون (۷)

ترجمہ : اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو اور اگر ان میں سے ایک دوسری کے خلاف زیادتی کرے تو اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ پھر اگر وہ لوٹ آئے تو ان کے درمیان عدل و انصاف سے صلح کرا دو اور انصاف قائم کرو اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ بلاشبہ مومن سب بھائی بھائی ہیں پس اپنے بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

میاں بیوی میں اگر اختلاف رونما ہو جائے تو جہاں زوجین کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ باہمی مصالحت کی راہیں تلاش کریں **فلا جناح علیھما ان یصلحا بینھما صلحا" والصلح خیروا حضرت الانفس الشح (۹)**

(پس ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں اگر وہ باہمی مصالحت کر لیں اور صلح میں ہی بہتری ہے اور بخل و حرص ہر نفس میں موجود ہے)' اسلامی معاشرے کو بھی کہا گیا ہے کہ وہ **حکمین** مقرر کریں اور **ان یریدا اصلاحا" یوفق اللہ بینھما** (۱۰) (اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان موافقت پیدا کر دے گا)۔

فوجداری معاملات میں مصالحت کے سلسلے میں ارشاد ربانی ہے : **وجزاء سیئتہ سیئتہ مثلھا فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ** (۱۱) (اور برائی کا بدلہ اتنی ہی برائی ہے اور جو شخص معاف کر دے اور مصالحت کر لے تو اس کا بدلہ اللہ کے ذمے ہے)۔

قرآن حکیم کی ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر معاملہ میں خواہ وہ شخصی ہو یا معاشرتی' ملکی ہو یا بین الاقوامی' فوجداری ہو یا دیوانی مصالحت ہی اختلافات کا بہترین حل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں مصالحت کے متعدد واقعات ہیں جن کی بنیاد پر قضاء کی طرح مصالحت کا ادارہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قضاۃ کو ہدایت جاری کی تھی کہ فریقین کو پہلے مصالحت کی ہدایت کریں اور دو ایک بار لوٹانے کے بعد بھی اگر مصالحت

نہ ہو تو عدالتی کارروائی کی جائے۔ (۱۲) اس ضمن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جامع ہدایت یہ ہے کہ **الصلح جائز بین المسلمین الاصلحا" احل حراما" او حرم حلالا** (۱۳) (صلح مسلمانوں کے درمیان جائز ہے سوائے اس صلح کے جو حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دے)۔

مصالحت اور تحکیم میں فرق:

قرآن حکیم نے میاں بیوی میں مصالحت کے لئے تحکیم کا اصول دیا ہے۔ (۱۴) مصالحت اور تحکیم دونوں کا ہدف فریقین کا اختلاف دور کر کے ان میں ہم آہنگی پیدا کرنا ہے البتہ ان میں فرق یہ ہے کہ تحکیم کے لئے ضروری ہے کہ حکم قاضی نے مقرر کئے ہوں یا فریقین نے جب کہ مصالحت کے لئے یہ شرط نہیں' کوئی بھی شخص اپنے طور پر اصلاح کی کوشش کر سکتا ہے۔ نیز صلح میں فریقین میں سے دونوں یا کوئی ایک خیرسگالی کے طور پر اپنے حق سے دست بردار ہو جاتا ہے جبکہ تحکیم میں حقوق کی منصفانہ تقسیم کی جاتی ہے۔ (۱۵)

مصالحت کی اقسام۔

فقہاء نے مصالحت کی پانچ اقسام بیان کی ہیں:

۱۔ مسلمانوں اور کفار میں مصالحت
۲۔ باغیوں کے ساتھ مصالحت
۳۔ زوجین میں مصالحت
۴۔ فریقین میں غیر مالیاتی امور میں مصالحت
۵۔ فریقین میں مالیاتی امور میں مصالحت

مسلمانوں اور کفار میں مصالحت کے بارے میں جہاد و سیر' جزیہ' عہد اور ھدنہ کے زیر عنوان کتب فقہ میں تفصیلی مباحث موجود ہیں۔ قرآن حکیم کی آیات صلح و جنگ' معاہدات کی پابندی اور معاہدات ختم کرنے کے طریقے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاہدے جن میں آپ ایک طرف غزوہ خندق کے موقع پر معاوضہ دے کر مصالحت پر آمادہ تھے اور دوسری طرف آپ نے مختلف اقوام سے جزیہ لے کر ان سے مصالحت کی اس سلسلے میں بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مصالحت کی اس قسم کا تعلق قانون بین الاقوام سے ہے۔ (۱۶)

باغیوں سے مراد مسلمانوں کا وہ گروہ ہے جو کسی تاویل کی بناء پر مسلمانوں کے جائز

حکمران کی اطاعت سے نکل جائیں اور انہیں قوت و شوکت حاصل ہو جائے اور وہ غلبہ حاصل کرنے کی تیاری کر رہے ہوں۔ ایسے افراد کے ساتھ مصالحت کا بطور خاص حکم دیا گیا ہے۔ سورہ الحجرات: ۹ ۔ ۱۰ میں بغاۃ کے ساتھ معاملات طے کرنے کیلئے بنیادی ہدایات دی گئی ہیں جن کی رو سے فقہاء کی رائے یہ ہے کہ مسلمانوں کے حکمران کو چاہیے کہ باغیوں سے مذاکرات کرکے ان کے شبہات کا ازالہ کرکے ان کی جائز شکایات دور کرکے ان کو مسلم معاشرے کا مفید اور پرامن شہری بنانے کی کوشش کی جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج کے ساتھ بات چیت کے لئے حضرت ابن عباس کو بھیجا تھا جس کے نتیجے میں تقریباً" دو ہزار افراد مسلمانوں کی جماعت میں واپس آگئے تھے۔ (۱۷)

زوجین میں مصالحت کے سلسلے میں قرآن حکیم نے صلح اور تحکیم دونوں کو بیک وقت بروئے کار لانے کی ہدایت کی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ الہامی قانون خاندانی اکائی کو برقرار رکھنے اور ٹوٹنے سے بچانے کے لئے کس قدر سرگرم ہے۔

فریقین میں غیر مالیاتی امور میں مصالحت کے سلسلے میں **وجزاء سیئته سیئته مثلها فمن عفی واصلح فاجره علی الله** (۱۸) (برائی کا بدلہ اتنی ہی برائی ہے پس جو شخص معاف کرے اور مصالحت کرلے تو اس کا بدلہ اللہ کے ذمے ہے) نیز **کتب علیکم القصاص فی القتلی‘ الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی‘ فمن عفی له من اخیه شئی فاتباع بالمعروف** (۱۹) (تم پر مقتولوں کے بارے میں قصاص فرض کیا گیا ہے۔ آزاد‘ آزاد کے بدلے‘ غلام غلام کے بدلے اور عورت عورت کے بدلے‘ جس شخص کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی مل جائے تو معروف طریقے سے پیروی کی جائے) اور **فدیته مسلمته الی اهله الا ان یصدقوا** (۲۰) (پس دیت مقتول کے خاندان کے سپرد کی جائے الا یہ کہ وہ صدقہ کردیں) کی بنیاد پر غیر مالیاتی معاملات میں مصالحت کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔

مصالحت کی پانچویں قسم ہے مالیاتی امور میں مصالحت۔ اگرچہ مذکورہ بالا اقسام میں سے ہر قسم مستقل بحث کی مستحق ہے لیکن زیر نظر مقالہ میں ہم اپنی بحث کو صرف آخری قسم تک محدود رکھیں گے۔

صلح کی فقہی حیثیت

حکمران کی اطاعت سے نکل جائیں اور انہیں قوت و شوکت حاصل ہو جائے اور وہ غلبہ حاصل کرنے کی تیاری کر رہے ہوں۔ ایسے افراد کے ساتھ مصالحت کا بطور خاص حکم دیا گیا ہے۔ سورہ الحجرات : ۹ ۔ ۱۰ میں بغاۃ کے ساتھ معاملات طے کرنے کیلئے بنیادی ہدایات دی گئی ہیں جن کی رو سے فقہاء کی رائے یہ ہے کہ مسلمانوں کے حکمران کو چاہیے کہ باغیوں سے مذاکرات کر کے ان کے شبہات کا ازالہ کر کے ان کی جائز شکایات دور کر کے ان کو مسلم معاشرے کا مفید اور پر امن شہری بنانے کی کوشش کی جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج کے ساتھ بات چیت کے لئے حضرت ابن عباس کو بھیجا تھا جس کے نتیجے میں تقریباً" دو ہزار افراد مسلمانوں کی جماعت میں واپس آ گئے تھے۔ (۱۷)

زوجین میں مصالحت کے سلسلے میں قرآن حکیم نے صلح اور تحکیم دونوں کو بیک وقت بروئے کار لانے کی ہدایت کی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ الہامی قانون خاندانی اکائی کو برقرار رکھنے اور ٹوٹنے سے بچانے کے لئے کس قدر سرگرم ہے۔

فریقین میں غیر مالیاتی امور میں مصالحت کے سلسلے میں **وجزاء سیئتہ سیئتہ مثلھا فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ** (۱۸) (برائی کا بدلہ اتنی ہی برائی ہے پس جو شخص معاف کرے اور مصالحت کر لے تو اس کا بدلہ اللہ کے ذمے ہے) نیز **کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ' الحر بالحر والعبد بالعبد والانثیٰ بالانثیٰ' فمن عفی لہ من اخیہ شئی فاتباع بالمعروف** (۱۹) (تم پر مقتولوں کے بارے میں قصاص فرض کیا گیا ہے۔ آزاد' آزاد کے بدلے' غلام غلام کے بدلے اور عورت عورت کے بدلے' جس شخص کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی مل جائے تو معروف طریقے سے پیروی کی جائے) اور **فدیتہ مسلمتہ الی اھلہ الا ان یصدقوا** (۲۰) (پس دیت مقتول کے خاندان کے سپرد کی جائے الا یہ کہ وہ صدقہ کر دیں) کی بنیاد پر غیر مالیاتی معاملات میں مصالحت کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔

مصالحت کی پانچویں قسم ہے مالیاتی امور میں مصالحت۔ اگرچہ مذکورہ بالا اقسام میں سے ہر قسم مستقل بحث کی مستحق ہے لیکن زیر نظر مقالہ میں ہم اپنی بحث کو صرف آخری قسم تک محدود رکھیں گے۔

صلح کی فقہی حیثیت

صلح فی نفسہ ایک مستحسن امر ہے لیکن جب مصالحت میں فریقین کی مصلحت ہو تو اسے واجب قرار دیا گیا ہے اور اگر مصالحت کسی خرابی یا برائی کا پیش خیمہ ہو تو وہ خرابی اور برائی کے اعتبار سے مکروہ یا حرام قرار پاتی ہے۔ ۲۱ ابن قیم کے مطابق مصالحت اگر اللہ کی رضا، فریقین کی آزادانہ رضامندی، مصالحت کنندہ کے علم و عدل، حوادث و وقائع سے آگاہی، واجبات سے واقفیت اور انصاف پسندی پر مبنی ہو تو جائز اور پسندیدہ امر ہے اور اگر مصالحت حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے کا موجب بنے یا طاقتور فریق کی خواہشات کی تکمیل اور کمزور پر ظلم و جور کا باعث ہو تو ایسی صلح ناجائز اور مردود ہے۔ ۲۲

جمہور فقہاء کی رائے یہ ہے کہ صلح کوئی ایسا مستقل معاہدہ نہیں جس کی اپنی شرائط و احکام ہوں بلکہ یہ اپنے قریب ترین دوسرے مشروع معاہدے کی قسم قرار پائے گی۔ مثلاً" اگر مال کے بدلے مال کی بنیاد پر صلح ہے تو معاہدہ بیع کے حکم میں ہو گی اور اگر مال کے بدلے منافع کی بنیاد پر ہے تو معاہدہ بیع کے حکم میں ہو گی اور اگر مال کے بدلے منافع کی بنیاد پر ہے تو اجارہ قرار پائے گی۔ اسی طرح صلح کی جو قسم بیع صرف، بیع سلم اور ھبہ وغیرہ میں سے جس کے زیادہ قریب ہو گی اسی کی شرائط و احکام کے تابع قرار پائے گی۔ (۲۳)

مالیاتی امور میں صلح کی اقسام

صلح مدعی اور مدعی علیہ کے درمیان ہو گی یا مدعی اور مصالحت کنندہ کے درمیان۔ ان میں سے ہر ایک کی تین تین قسمیں ہیں۔

۱۔ مدعی دعوے کو تسلیم کر کے صلح کرے۔

۲۔ مدعی دعوے کا انکار کرنے کے باوجود صلح کرے۔

۳۔ مدعی انکار و اقرار کے بغیر مصالحت کرے۔

اگر صلح مدعی اور مدعی علیہ کے درمیان ہے اور مدعی دعوے کو تسلیم کرتے ہوئے مصالحت کرتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

۱۔ دعویٰ کسی عین (Carporial Property) سے متعلق ہو۔

۲۔ دعویٰ قرض سے متعلق ہو۔

دعویٰ عین سے متعلق ہو:

پہلی صورت میں صلح کی دو شکلیں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ صلح حطیطہ : (Mediation with reduction) یعنی دعوے میں متعین کردہ مقدار میں کمی پر راضی نامہ کرلیا جائے۔

۲۔ صلح معاوضہ : (Mediation with substitution) جس چیز کا دعویٰ کیا گیا ہو اس کا معاوضہ ادا کرنے پر راضی نامہ کرلیا جائے۔

صلح حطیطہ۔

جب کسی عین سے متعلق ہو تو اس کے بارے میں فقہاء کی تین مختلف آراء ہیں : شافعیہ کے مختار قول، امام احمد رحمتہ اللہ علیہ کی ایک روایت اور مالکیہ کے مطابق یہ صلح درست ہے اور سمجھا یہ جائے گا کہ اس شے کا باقی حصہ مدعی نے مدعی علیہ کو ھبہ کردیا۔ (۲۴) شافعیہ اور حنابلہ کی دوسری روایت یہ ہے کہ اگر مصالحت ھبہ کے لفظ سے ہوئی تو درست ہے ورنہ نہیں۔ (۲۵) احناف کی بھی اس ضمن میں دو رائے ہیں۔ ایک رائے کے مطابق مدعی ایک حصہ لے لے اور باقی پر اپنا دعویٰ باقی رکھے کیونکہ اس راضی نامہ کو درست ماننے کا مطلب یہ ہو گا کہ مدعی نے اپنا بعض حق وصول کرلیا اور باقی ساقط کردیا جب کہ اعیان میں اس نوعیت کی تجزی (Bifurcation) درست نہیں نیز کسی شے کا بعض حصہ کل کا معاوضہ بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ دوسری رائے جو کہ ظاہر الروایہ ہے، یہ ہے کہ مصالحت درست ہے گویا اس طرح مدعی مدعی علیہ کو اپنے دعوے کے باقی ماندہ حصہ سے بری کر رہا ہے اور ابراء (Remitance of debts) جائز ہے۔ (۲۶)

اگر راضی نامہ عین کے بجائے منافع پر ہوتا ہے مثلاً" مکان کا دعویٰ کرنے والے کے ساتھ ایک متعین عرصہ تک مکان میں رہنے کے حق پر مصالحت کرلی جائے تو حنفیہ اور جمہور شافعیہ اسے جائز قرار دیتے ہیں۔ حنفیہ کے نزدیک یہ اجارہ ہے اور شافعیہ کے نزدیک اعارہ (۲۷)۔ حنابلہ اور بعض شوافع اسے درست قرار نہیں دیتے کیونکہ اس میں اپنی مملوکہ شے کو اس کے منافع کے عوض فروخت کرنا ہے جو درست نہیں۔ (۲۸)

صلح معاوضہ۔

اگر مصالحت مدعی اور مدعی علیہ کے درمیان، دعوے کو درست تسلیم کرتے ہوئے معاوضے کی ادائیگی کی بنیاد پر ہے تو یہ باتفاق فقہاء جائز ہے اور اسے بیع قرار دیا جائے گا خواہ صلح کے الفاظ سے ہی کیوں نہ ہو اور اس میں بیع کی تمام شرائط و احکام کا لحاظ ہو گا مثلاً" معاوضے کا تعین، مال کا سپرد کرنا، باہمی قبضہ، خیار عیب، حق شفعہ وغیرہ سب امور کا اسی طرح لحاظ ہو گا جیسا کہ معاہدہ بیع میں ہوتا ہے۔ (۲۹)

اور اگر صلح معاوضہ میں عین کی بجائے کسی دوسری شے کے منافع پر مصالحت ہوتی ہے تو یہ بھی جائز ہے اور اسے اجارہ قرار دیا جائے گا اور اس پر تمام تر احکام اجارہ کے جاری ہوں گے کیونکہ اس میں معاوضہ کے بدلے منافع کی تملیک ہے جو اجارہ ہے خواہ اس کے لئے الفاظ کچھ ہی استعمال کئے گئے ہوں۔ ۳۰

ب۔ دعویٰ قرض سے متعلق ہو۔

اگر دعویٰ قرض سے متعلق ہو اور مدعی علیہ قرض کو تسلیم کرتا ہو تو راضی نامہ کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ صلح اسقاط و ابراء (Mediation with remitance of debt)

۲۔ صلح معاوضہ (Mediation with Compenstation)

۱۔ صلح اسقاط و ابراء۔

شافعیہ اسے بھی صلح حطیطہ کا نام دیتے ہیں: اس کی ایک صورت یہ ہے کہ فوری طور پر واجب الادا قرض کا کچھ حصہ وصول کر کے صلح کرلی جائے اس میں فقہاء کی دو آراء ہیں:

حنفیہ، مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک یہ صلح جائز ہے اور یہی حنابلہ سے ایک روایت ہے کیونکہ اس میں دائن (Creditor) اپنے حق کا ایک حصہ چھوڑ رہا ہے خواہ اس کے لئے وہ صلح، ابراء اسقاط، ھبہ ترک، احلال، تحلیل، عفو، وضع کوئی بھی لفظ استعمال کرے۔ (۳۱)

حنابلہ کی دوسری روایت کے مطابق اگر یہ معاملہ ابراء کے لفظ سے ہوا ہے تو جائز ہے کیونکہ دائن کو حق ہے وہ مدیون (Indebted) کو سارا یا کچھ قرض معاف کر دے لیکن اگر یہ صلح کے لفظ سے ہوا ہے تو درست نہیں کیونکہ اپنے ہی مال کا ایک حصہ دے کر صلح کرلینا حق

تلفی کے سوا کچھ نہیں۔ (۳۲)

اس کی دوسرے صورت یہ ہے کہ مثلاً" ایک ہزار موجل واجب الادا تھا اور پانچ سو معجل پر راضی ہو گیا اس میں فقہاء کی دو آراء ہیں :

جمہور فقہاء' حنفیہ' مالکیہ' شافعیہ اور حنابلہ کی اصح روایت کے مطابق یہ معاملہ درست نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں قرض خواہ نے پانچ سو کے بدلے پانچ سو وصول کر لئے اور دوسرے پانچ سو کے مقابلے میں فوری وصولی کا فائدہ حاصل کر لیا۔ گویا اس معاملے میں رقم کی ایک متعین مقدار مدت کا معاوضہ ہو گئی اور ربا النسیئہ کو شریعت نے اس لئے حرام قرار دیا ہے کہ اس میں مدت کے مقابلے میں مال کے اضافے کا شبہ ہے اور یہاں حقیقتاً" یہ صورت پیدا ہو رہی ہے اس لئے اس کی حرمت بطریق اولیٰ ہو گی۔ (۳۳)

ابن قیم کے مطابق اس میں ربا کا شبہ تو کہاں ہوتا یہ تو عکس ربا ہے کیونکہ ربا میں مدت میں اضافے کے مقابلے میں مال میں اضافہ ہوتا ہے جبکہ اس صورت میں سقوط مدت کے مقابلے میں اسقاط حق ہے جس کے نتیجے میں ہر فریق دوسرے سے فائدہ اٹھا رہا ہے یہاں نہ حقیقتاً" ربا ہے نہ عرفاً" اور نہ لغتاً" کیونکہ ربا میں اضافہ ہوتا ہے جبکہ یہاں کمی واقع ہو رہی ہے ایک قرض خواہ اگر یہ کہے کہ ابھی قرض ادا کرو ورنہ رقم بڑھا دو اور دوسرا کہے کہ ابھی کرو اور نصف میں تمہیں معاف کرتا ہوں ان دونوں باتوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ پس اس کی حرمت پر نہ کوئی نص ہے نہ اجماع اور نہ ہی قیاس صحیح سے اس کی تائید ہوتی ہے (۳۴) پس یہ معاملہ درست ہے اور امام احمد' ابن تیمیہ کے علاوہ ابن عباس اور ابراہیم نخعی کی بھی یہی رائے ہے۔ (۳۵)

دوسری قسم: مدعی علیہ کے انکار کے باوجود راضی نامہ:

اگر مدعی علیہ دعوے کو درست تسلیم کرنے سے انکار کرنے کے باوجود راضی نامہ کر لیتا ہے تو اس کے جواز کے بارے میں فقہاء کی دو آراء ہیں :

جمہور فقہاء' حنفیہ' مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک اگر مدعی کو اپنے برسرحق ہونے کا یقین ہے اور مدعی علیہ کی رائے میں مدعی کا کوئی حق اس کے ذمہ نہیں ہے تو یہ صلح درست ہو گی اور اگر ان میں سے کسی ایک کو بھی اپنے برسرغلط ہونے کا علم ہے تو اس کے حق میں صلح باطل ہے کیونکہ اس طرح وہ ناجائز طور پر دوسرے کا مال کھا رہا ہے جو صراحتاً" حرام ہے (۳۶) اس

راضی نامہ کے جائز ہونے پر فقہاء نے حسب ذیل دلائل دیئے ہیں۔

۱۔ قرآن حکیم نے صلح کو خیر کہا ہے صرف وہی صلح اس سے مستثنیٰ ہوگی جسے نص نے اس حکم سے خارج کر دیا ہو۔ اس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد **الصلح جائز بین المسلمین** کے عموم کے تحت بھی یہ صلح جائز ہے۔ (۳۷)

۲۔ راضی نامہ کا اصل مقصد نزاع اور اختلاف کا خاتمہ ہے اور دعوے کو قبول کرنے سے انکار کی صورت میں ہی اصل نزاع ہوتی ہے اگر مدعی علیہ دعوے کو درست تسلیم کر رہا ہو تو حقیقتاً کسی نزاع کا وجود نہیں ہوتا پس انکار کی صورت میں مصالحت بطریق اولیٰ جائز ہے۔ (۳۸)

۳۔ نیز مدعی جو بدل مصالحت وصول کر رہا ہے وہ اپنے خیال میں اپنے حق کا عوض لے رہا ہے اور مدعی علیہ انکار دعویٰ کے باوجود اگر بدل مصالحت ادا کر رہا ہے تو وہ دفع شر اور نزاع کے خاتمے کے لئے مال خرچ کر رہا ہے اور عزت بچانے کے لئے مال خرچ کرنا جائز ہے۔ (۳۹)

۴۔ مدعی علیہ کے انکار کے بعد اس امر کا امکان ہے کہ اسے قسم اٹھانا پڑے اور قسم اٹھانے کے بجائے اس کا معاوضہ دے دینا جائز ہے۔ حضرت عثمان اور ابن مسعود سے ثابت ہے کہ انہوں نے قسم اٹھانے کے بجائے مال ادا کر دیا تھا پس قسم سے بچنے کے لئے مال دے کر صلح کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔ (۴۰)

شافعیہ اور ابن ابی لیلی کے مطابق اگر مدعی علیہ صحت دعوے سے انکار کر دے تو پھر مصالحت درست نہیں ہے ان کے دلائل یہ ہیں:

۱۔ مدعی اگر جھوٹا ہے تو وہ باطل طریقے سے مدعی علیہ کا مال کھا رہا ہے جو حرام ہے اور اگر وہ سچا ہے تو اس نے اپنا حلال مال اپنے اوپر حرام کر لیا ہے کیونکہ دعوے کے درست ہونے کی صورت وہ تمام مال کا مستحق تھا پس یہ راضی نامہ **الا صلحا" احل حراما" او حرم حلالا** کے زمرے میں آتا ہے۔

۲۔ اگر مدعی جھوٹا ہے تو وہ اس مال کا معاوضہ وصول کر رہا ہے جس کا وہ کبھی مالک تھا ہی نہیں یہ ایسے ہے جسے کسی دوسرے کا مال فروخت کر دیا جائے اور مدعی علیہ اپنے مال کا معاوضہ دے رہا ہے یہ ایسے ہے جیسے اپنے وکیل سے اپنا ہی مال خرید لیا جائے۔ اس راضی نامے کو درست قرار دینے کی صورت میں مدعی کو اس مال کا مالک بنایا جا رہا ہے جو اس کا نہیں تھا اور مدعی علیہ کو اس کا مالک بنایا جا رہا ہے جو پہلے سے اسی کا مال تھا اور اگر مدعی سچا ہے تو یہ ساری

تفصیل اس کے برعکس ہو جائے گی اور بہرصورت یہ ناجائز ہے۔

۳۔ یہ ایک ایسا عقد معاوضہ ہے جو کسی ایک جانب (جو فریق بھی جھوٹا ہے اس کی جانب) سے عوض سے خالی ہے پس ایسا عقد معاوضہ درست نہیں ہے جیسا کہ حد قذف میں مصالحت جائز نہیں ہے۔

۴۔ شافعیہ نے اسے خلع پر قیاس کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر شوہر خلع سے انکار کر دے اور اس کے بعد بیوی سے کسی معاوضے پر مصالحت کر لے تو وہ درست نہیں اسی طرح یہ راضی نامہ بھی درست نہیں۔ (۴۱)

حنفیہ اور حنابلہ اس صلح کو یوں لیتے ہیں کہ یہ مال صلح مدعی کے حق میں معاوضہ ہے کہ اس کے خیال میں مدعی علیہ کے ذمے اس کا جو حق تھا راضی نامہ کے ذریعے اس نے اس کا معاوضہ وصول کر لیا ہے۔ پس اس میں بیع کے احکام جاری ہوں گے اور مدعی علیہ کے حق میں یہ قسم سے احتراز اور جھگڑے سے خلاصی کی صورت ہے گویا اس نے دفع ضرر کے لئے مال خرچ کیا ہے۔ (۴۲)

تیسری قسم: مدعی علیہ کی خاموشی پر مصالحت

اس قسم کی بنیاد اس بات پر ہے کہ خاموشی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کسی دعوے کے جواب میں خاموشی اختیار کرنا ابن ابی لیلی کے علاوہ تمام فقہاء کے نزدیک انکار کے قائم مقام ہے۔ اگرچہ سکوت کو اقرار بھی قرار دیا جا سکتا ہے لیکن معاملات میں اصل یہ ہے کہ آدمی ایسی ذمہ داریوں سے فارغ ہو جن کے حصول کے لئے نالش کرنی پڑے پس اس نوعیت کے امور میں سکوت کو انکار کے مترادف سمجھا جائے گا۔ جس طرح انکار کے باوجود حنفیہ' مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک مصالحت درست ہے اسی طرح سکوت پر بھی راضی نامہ درست ہے۔ ابن ابی لیلی اگرچہ سکوت کو انکار قرار دینے میں دوسرے فقہاء سے ہم آہنگ نہیں ہیں لیکن مصالحت کو بھی وہ درست قرار دیتے ہیں اور ان کے نزدیک یہ صلح علی الاقرار ہے۔ البتہ شافعیہ جس طرح انکار دعویٰ کے بعد صلح کو درست قرار نہیں دیتے اسی طرح سکوت کے بعد بھی صلح کو جائز نہیں سمجھتے اور ان کے بقول اگر کوئی شخص سکوت یا انکار کے بعد بھی مال مصالحت لیتا دیتا ہے تو یہ رشوت کا معاملہ ہے۔ (۴۳)

مدعی اور اجنبی میں مصالحت۔

اوپر بیان کیا گیا ہے کہ مصالحت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ مصالحت کنندہ کو عدالت نے مقرر کیا ہو یا فریقین نے باہمی رضامندی سے اسے مقرر کیا ہو۔ کوئی بھی شخص اپنے طور پر خیر خواہی کے جذبے سے مصالحت کنندہ ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں اگر معاہدہ صلح مدعی اور اجنبی مصالحت کنندہ کے درمیان طے پاتا ہے تو اس ضمن میں فقہاء کی آراء درج ذیل ہیں:

حنفی نقطۂ نظر۔

فقہاء حنفیہ کی تصریح کے مطابق اگر مصالحت مدعی اور اجنبی کے درمیان طے پاتی ہے تو اگر معاہدہ مدعی علیہ کی اجازت سے ہے تو اجنبی کی حیثیت وکیل کی ہو گی اور مال مصالحت مدعی علیہ کے ذمہ ہو گا البتہ اگر اجنبی مال مصالحت کی ادائیگی کا ضامن ہو گیا تو اس کی ذمہ داری بحیثیت کفیل یا ضامن ہو گی۔ (۴۴)

اگر اجنبی نے مدعی علیہ کی اجازت کے بغیر معاہدہ کر لیا تو یہ صلح فضولی کہلائے گی اس کے دو پہلو ہیں۔

۱۔ اگر مصالحت کنندہ نے صلح اپنی طرف منسوب کی مثلاً" کہا کہ میرے ساتھ اپنے فلاں دعوے کے سلسلے میں اتنی مقدار مال پر صلح کر لو تو یہ صلح درست ہے اور بدل مصالحت کی ذمہ داری فضولی پر ہے خواہ اس نے بصراحت اس کی ذمہ داری قبول کی ہو یا نہ۔ اس صورت میں بدل صلح کی ادائیگی فضولی کی طرف سے تبرع ہو گا اور وہ مدعی علیہ سے اس کا مطالبہ نہیں کر سکے گا۔

۲۔ اگر مصالحت کنندہ نے صلح کو مدعی علیہ کی طرف منسوب کیا مثلاً" کہا فلاں شخص کے ساتھ تم اپنے فلاں دعوے میں اتنی مقدار پر مصالحت کر لو تو اس کی پانچ صورتیں ہیں جن میں سے چار میں مصالحت طے پا جائے گی اور ایک صورت میں صلح موقوف (Suspended) رہے گی۔

اگر فضولی بدل صلح کا ضامن بن جائے یا صلح میں اپنے کسی مال و جائیداد کو بدل صلح قرار دے یا کسی ایسے مال، جائیداد کی طرف اشارہ کر کے اسے بدل صلح قرار دے جو فضولی کی ملکیت ہو یا فوری طور پر بدل صلح ادا کر دے۔ ان چاروں صورتوں میں مصالحت طے پا جائے گی اور ادائیگی کی ذمہ داری اجنبی فضولی پر ہو گی۔ البتہ اگر فضولی معاہدہ صلح کراتے ہوئے یوں کہے کہ

میں فلاں شخص کے ساتھ تمہارے فلاں دعوے کے سلسلے میں اتنی رقم یا جائیداد کے عوض صلح کراتا ہوں لیکن نہ تو بدل صلح ادا کرے نہ اپنے کسی مال جائیداد کا تذکرہ کرے نہ اس کی طرف اشارہ کرے اور نہ ضامن یا کفیل بنے تو یہ صلح موقوف رہے گی۔ اگر مدعی علیہ اسے قبول کر لے تو نافذ ہو جائے گی ورنہ رائیگاں چلی جائے گی۔ (۴۵)

دیگر فقہی مسالک میں بھی تھوڑے بہت اختلاف کے ساتھ اجنبی کی کرائی ہوئی صلح ایسے معاملات میں جہاں اجنبی ضامن یا کفیل ہو جاتا ہے یا ازخود بدل صلح ادا کر دیتا ہے صلح نافذ ہو جاتی ہے البتہ اگر بیع الدین بالدین کی کوئی ایسی صورت پیدا ہوتی ہے جو ربا کے ضمن میں آتی ہو تو اسے ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

شرائط مصالحت۔

بالعموم فقہاء نے صلح کو اس کے قریب ترین معاہدہ سے وابستہ کیا ہے اور کہیں اسے بیع کی طرح قرار دیا ہے۔ کہیں اجارہ کی طرح، کہیں ھبہ اور کہیں ابراء اس لئے مصالحت کے لئے وہی شرائط ملحوظ رکھی جائیں گی جو متعلقہ معاہدہ کے لئے ہیں احناف نے اس ضمن میں تصریح کی ہے کہ اگر مصالحت مبادلہ یعنی لین دین کے عمل سے طے پاتی ہے تو اس میں فریقین کا ایجاب و قبول ضروری ہے لیکن اگر مصالحت اسقاط حقوق کے طور پر طے پاتی ہے تو اس میں قبول ضروری نہیں محض یہی کافی ہے کہ صاحب حق اپنا حق معاف کر دے اسی طرح حنفیہ صلح بالتعاطی کہ مدعی علیہ نے بدل صلح کے طور پر کوئی چیز مدعی کو دے دی جس نے اسے قبول کر لیا اور قرائن سے معلوم ہوتا ہو کہ وہ دونوں اس پر راضی ہیں تو وہ صلح درست ہے البتہ اگر مدعی علیہ نے اس مال کا کچھ حصہ دیا جو متنازعہ ہے اور اسے مدعی نے قبول کر لیا تو یہ نہیں سمجھا جائے گا کہ یہ بدل صلح ہے بلکہ اس میں یہ احتمال باقی ہوتا ہے کہ اسے "یکے رابگیر و دیگرے را دعویٰ بیار" کے تحت قبول کیا ہو اور استحقاق شک کی بناء پر ختم نہیں ہوتا۔ (۴۶)

شرائط مصالحت میں نزاعی معاملہ کے بارے میں یہ ضروری ہے کہ وہ حقوق اللہ میں سے نہ ہو۔ فقہاء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ حقوق اللہ میں مصالحت جائز نہیں مثلاً" زنا، سرقہ اور شراب نوشی کے بارے میں یہ جائز نہیں کہ اس طرح کی کوئی مصالحت کی جائے کہ معاوضہ لے کر جرم معاف کر دیا جائے یا معاوضہ لے کر گواہی سے گریز کیا جائے۔ حد قذف میں اگرچہ حق

عہد بھی ہے لیکن حق اللہ اس میں غالب ہے اس کے لئے حد قذف بھی ناقابل مصالحت جرم ہے۔ (۴۷)

اگر ان معاملات میں جو ناقابل راضی نامہ ہیں اگر راضی نامہ کر لیا جائے تو کسی طرح کا مال لینا جائز نہیں اگر لیا گیا ہو تو واپس کرنا ضروری ہوتا ہے۔

جہاں حقوق العباد ہوں وہاں راضی نامہ کیا جا سکتا ہے' البتہ اس میں کچھ تفصیلات ہیں جن کی رو سے بعض حقوق میں جمہور فقہاء کے نزدیک راضی نامہ درست نہیں ہے۔ مثلاً" ہمارے ہاں عدالتوں میں عام رجحان ہے کہ کوئی فرد شفعہ کرتا ہے اور بعد میں معاوضہ لے کر مقدمہ واپس لے لیتا ہے اگرچہ معاوضہ عدالتی سطح پر نہیں ہوتا اور خفیہ مصالحتی معاوضے کا سلسلہ مدتوں سے چلا آ رہا ہے اور بعض متقدمین فقہاء نے بھی یہ شکایت کی ہے کہ بعض لوگ محض معاوضہ لے کر شفعہ سے دستبردار ہو جاتے ہیں جو کہ ناجائز ہے البتہ مالکیہ کے نزدیک حق شفعہ پر مصالحت ہو سکتی ہے اور غالباً" معاشرتی رواج کو مالکیہ کی آرا سے تحفظ مل سکتا ہے۔ (۴۸)

مصالحت کی شرائط میں سے ایک یہ ہے جس چیز کے بارے میں صلح ہو رہی ہے وہ ایسی ہونی چاہیے جس کا معاوضہ لینا دینا صحیح ہو۔ مثلاً" قصاص' دیت اور مالی معاملات میں مصالحت درست ہے لیکن اگر کسی مرد عورت میں نکاح کے بارے میں نزاع ہے تو عورت بدل مصالحت لے کر اعتراف نکاح کرے یہ درست نہیں۔ (۴۹)

جب مصالحت کا عمل مکمل ہو جائے تو مدعی بدل صلح کا مالک ہو جاتا ہے اور کسی بھی فریق کو یہ حق نہیں رہتا کہ وہ مصالحت سے رجوع کر کے از سر نو نزاع شروع کرے۔

مراجع و مصادر، حواشی و تعلیقات

(۱) راغب الاصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، بذیل مادہ

(۲) الموسوعۃ الفقہیہ، کویت مقالہ "صلح" بحوالہ مرشد الحیران، مادہ ۱۰۶۲ : مجلتہ الاحکام العدلیہ، مادہ ۱۵۳۱

(۳) القرآن، النساء ۴ : ۱۲۸

(۴) ایضاً" ۱۱۴

(۵) ایضاً" البقرہ ۲ : ۲۲۴

(۶) ایضاً" النساء ۴ : ۱۲۹

(۷) ایضاً" الانفال، ۸ : ۱

(۸) ایضاً" الحجرات ۴۹ : ۹۔۱۰

(۹) ایضاً" النساء ۴ : ۱۲۸

(۱۰) ایضاً" ۳۵

(۱۱) ایضاً" الشوریٰ، ۴۰

(۱۲) عبدالرزاق، مصنف عبدالرزاق، ۸ : ۳۰۴

(۱۳) ابو داؤد، سلیمان بن اشعت، سنن ابی داؤد القاہرہ، ۳ : ۳۰۴

ابو داؤد، (۴ : ۱۵۳) نے حضرت ابوہریرہ اور خالد الجہنی کے حوالے سے زنا کے ایک واقعہ پر فریقین کی صلح کا تذکرہ کیا جس میں زانی کے باپ نے ایک لونڈی اور سو بکریاں معاوضے کے طور پر دے کر صلح کر لی تھی لیکن بعد میں مقدمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں پیش ہوا۔ آپ نے معاوضہ واپس دلا دیا اور لڑکے کو سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی کی سزا دی جب کہ عورت کو اعتراف جرم پر سنگسار کر دیا گیا۔ گویا آپ نے یہ مصالحت مسترد کر دی۔

(۱۴) القرآن النساء ۴ : ۳۵

(۱۵) "مصالحت اور تحکیم کا تقابلی مطالعہ ۔ تاریخ اسلام اور فقہ اسلامی کے تناظر" میں الگ سے بحث و تحقیق کا متقاضی ہے۔

(۱۶) اس موضوع پر ڈاکٹر محمد حمید اللہ اور ڈاکٹر محمود احمد غازی کا بہت وقیع کام موجود ہے۔

(۱۷) الکاسانی، ابوبکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع القاہرہ ۔ ۱۹۱۰، ۷ : ۱۴۰ ابن قدامہ المقدسی، ابو محمد عبداللہ بن احمد، المغنی فی فقہ امام السنتہ احمد بن حنبل، القاہرہ ۱۹۶۲، ۸ : ۱۱۶ الشیرازی ابو اسحاق ابراہیم بن علی، المہذب فی فقہ الامام الشافعی، القاہرہ ۲ : ۲۱۹

(۱۸) القرآن، الشوریٰ، ۴۲ : ۴۰

(۱۹) ایضاً" البقرہ ۲ : ۱۷۸

(۲۰) ایضاً" النساء ۴ : ۹۲

(۲۱) الحطاب المالکی الرعینی، ابو عبداللہ محمد بن محمد، مواہب الجلیل شرح مختصر خلیل، طرابلس ۱۳۲۹، ۵ : ۸۰ : السولی السبراری، علی بن عبدالسلام، البہجتہ فی شرح التحفتہ القاہرہ ۱۹۵۱، ۱ : ۲۲۰ : العدوی المالکی، ابوالحسن علی بن احمد، حاشیہ العدوی علی الخراشی، القاہرہ ۱۳۱۸، ۶ : ۲

(۲۲) ابن القیم الجوزیہ، محمد بن ابوبکر، اعلام الموقعین عن رب العلمین، بیروت ۱۹۷۳، ۱ : ۸، ۱۰ ـ ۹

(۲۳) الخرشی ابو عبداللہ محمد، شرح الخرشی علی مختصر خلیل، القاہرہ ۱۳۱۸، ۶ : ۲ ـ ۴ البہوتی، منصور بن یونس، کشاف القناع عن متن الاقناع، القاہرہ ۱۹۶۸، ۳ : ۳۷۹ ـ ۳۸۵ : الزیلعی، فخرالدین عثمان بن علی، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، القاہرہ ۱۳۲۸، ۵ : ۳۱ ـ ۳۳ : النووی، ابو زکریا، یحیی بن شرف، روضتہ الطالبین، بیروت ۱۹۷۵، ۴ : ۱۹۴ ـ ۱۹۶

(۲۴) روضتہ الطالبین، ۴ : ۱۹۳ الحصنی الشافعی، تقی الدین ابوبکر بن محمد بن عبدالمومن، کفایتہ الاخیار فی حل غایتہ الاختصار، القاہرہ ۱۳۹۷، ۱ : ۱۴۸ : الرملی محمد بن احمد نہایتہ المحتاج شرح المنہاج، القاہرہ ۱۹۶۷، ۴ : ۳۷۲ : شرح الخرشی، ۶ : ۳

(۲۵) البہوتی، منصور بن یونس، شرح منتہی الارادات، القاہرہ ۱۹۷۰، ۲ : ۲۶۰ : کشاف القناع، ۳ : ۳۷۹ : المغنی، ۴ : ۵۳۶ـ

(۲۶) الاتاسی، محمد خالد، شرح مجلتہ الاحکام العدلیہ، المکتبہ العربیہ کوئٹہ، ۴ : ۵۵۸ ـ

(۲۷) نہایتہ المحتاج، ۴ : ۳۷۲ : روضتہ الطالبین، ۴ : ۱۹۷

(۲۸) المہذب، ۱ : ۳۴۰ : شرح منتہی الارادات، ۲ : ۲۶۱ : المغنی، ۴ : ۵۳۷

(۲۹) الشافعی، محمد بن ادریس، کتاب الام، القاہرہ ۱۹۶۸ م، ۳ : ۲۲۱ : مجلتہ الاحکام العدلیہ، مادہ ۱۵۴۸

(۳۰) تبیین الحقائق، ۵: ۳۲، نهایته المحتاج، ۴: ۳۷۱: مجلہ، مادہ ۱۵۴۹

(۳۱) کفایته الاخیار، ۱: ۱۴۸: البدائع، ۶: ۴۳: السمرقندی، ابوبکر علاء الدین المنصور محمد بن احمد، تحفته الفقہاء، دمشق ۱۹۵۸، ۳: ۴۲۲

(۳۲) شرح منتہی الارادات: ۲: ۲۴۰: کشاف القناع: ۳: ۳۷۹

(۳۳) تبین الحقائق، ۵: ۴۲

(۳۴) اعلام الموقعین، ۳: ۳۷۱

(۳۵) بعلی الدمشقی، علاؤالدین ابو الحسن علی بن محمد بن عباس، الاختیارات الفقہیہ۔ من فتاوی ابن تیمیہ القاہرہ ۱۳۶۹، ۱۳۴: الجصاص، احمد بن علی الرازی احکام القرآن، لاہور ۱۹۹۱، ۲: ۱۸۶

(۳۶) تحفته الفقہاء، ۳: ۴۱۸: المغنی، ۴: ۵۲۷: البدائع، ۶: ۴۰

(۳۷) البدائع، ۶: ۴۰

(۳۸) ایضاً

(۳۹) المرغینانی، علی بن ابی بکر، الہدایته: ۳۹۰، کتاب الصلح

(۴۰) الموسوعته الفقہیہ، کویت، مقالہ "صلح" بحوالہ الاشراف للقاضی عبدالوہاب، ۲: ۱۷، محاسن الاسلام للزاہد بخاری، ۸۷

(۴۱) کتاب الام، ۳: ۲۲۱: المغنی، ۴: ۵۴۷، البدائع ۶: ۴۰: کفایته الاخیار، ۱: ۱۶۷ نهایته المحتاج، ۴: ۳۷۵: روضته الطالبین، ۴: ۱۹۸: اسنی المطالب، ۲: ۲۱۵ ـ ۲۱۶: مختصر المزنی، ۱۰۶

(۴۲) ابن نجیم البحرالرائق: ۷: ۲۵۶: المغنی، ۴: ۵۲۹

(۴۳) البدائع: ۶: ۴۰

(۴۴) البحرالرائق، ۷: ۲۵۹

(۴۵) تحفته الفقہاء، ۳: ۳۴۴: البحرالرائق، ۷: ۲۵۹

(۴۶) البحرالرائق، ۷: ۲۵۵: البدائع ۶: ۴۰

(۴۷) المغنی، ۴: ۵۵۰: البدائع، ۶: ۴۸ کشاف القناع، ۳: ۳۸۸

(۴۸) البدائع، ۶: ۴۹: تحفته الفقہاء ۳۱: ۳۲۷

(۴۹) المغنی، ۴: ۵۵۰

(۵۰) قرۃ عیون الاخبار، ۲: ۱۵۷: البدائع، ۶: ۵۳